بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امیر معاویہ

قرآن، حدیث اور اکابرین امت کی نظر میں

مقالہ نگار

علامہ غلام مصطفٰی مجددی

ناشر: ادارہ تعلیمات مجددیہ ریلوے روڈ شکر گڑھ

انتساب

بنام

شیخ الکاملین، قدوۃ السالکین حضور قبلہ عالم

مولانا محمد نور الدین سرکار نقشبندی مجددی

قدس سرہ القوی

بانی آستانہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ شکر گڑھ شریف



یاالٰہی کھول دے عرفان سے سینہ مرا
شیخ نور الدین میرے دلربا کے واسطے



ایصال ثواب برائے

عالی جناب محمد شاہد خان مرحوم

برادر محمد بابو خان (جلالہ شریف)

نذرِ محبت

ہدایت کے ضیا افروز مہ پارے صحابہ ہیں
گلستان وفا کے خاص نظارے صحابہ ہیں

نبی کے اہل بیت پاک نے ان کو سراہا جب
تمام اہل نظر کو جان سے پیارے صحابہ ہیں

رسول پاک کے دربار رحمت کے تصدق سے
خدائے پاک کے انوار کے دھارے صحابہ ہیں

کتاب اللہ کی آیات سے روشن جبیں ان کی
فیوضاتِ نبی کی کہکشاں سارے صحابہ ہیں

ابو بکر و عمر ، عثمان و حیدر پر نچھاور دل
غلامِ مصطفےٰ کا ہر دلاور پر نچھاور دل

امیر شام ہو یا فاتح ایران ہو مولا
ہر اک اہل کرم پر رحمت و رضوان ہو مولا

یہ سب انجم تیرے محبوب کے محبوب ہیں مولا
جہان عشق و مستی کے نشانِ خوب ہیں مولا

(غلام مصطفےٰ مجددی نوری)

حضرت امیر معاویہ رض

قرآن، حدیث اور اکابرین امت کی نظر میں

غلام مصطفیٰ مجددی (ایم اے)

تعارف و اخلاق

خیر الملوک، سلطان الاسلام، خال المومنین امیر المسلمین حضرت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہور اسلام سے پانچ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان بنو امیہ زمانہ جاہلیت سے قریش میں معزز و ممتاز شمار ہوتا تھا۔ آپ کے والد ابو سفیان قریش کے قومی نظام عکاب یعنی علم برداری کے عہدے پر فائز تھے۔

(تاریخ اسلام صفحہ ۴۶۵)

آپ نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کیا۔ خود فرماتے ہیں:

"لقد دخلت علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ فی عمرۃ القضاء وانی لمصدق بہ ثم لما دخل عام الفتح اظہرت اسلامی فجئتہ فرحب بی۔"

"یعنی جب میں مکہ میں عمرۃ القضاء کے موقع پہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں ان پر ایمان لا چکا تھا، پھر جب مکہ فتح ہوا تو میں نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا، پھر جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے خوش آمدید کہا۔

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۸/۱۱۵)

واقدی نے کہا ہے کہ:

"انہ اسلم بعد الحدیبیۃ وکتم اسلامہ حتیٰ اظہرہ عام الفتح انہ کان فی عمرۃ القضاء مسلماً"

"یعنی آپ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور آپ نے اپنا اسلام چھپائے رکھا حتیٰ کہ مکہ فتح ہوا تو اپنا اسلام ظاہر کیا، آپ عمرۃ القضاء کے موقع پہ مسلمان تھے۔"

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۴۳۳/۳)

آپ کے والدین ابو سفیان بن حرب

اور ہند بنت عتبہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے گھر کو " دار الامان " قرار دیا۔ (عام کتب سیر)

قبول اسلام کے بعد آپ نے غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں شرکت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو چالیس اوقیہ سونا یا چاندی اور سو اونٹ عطا فرمائے۔ (سیر الصحابہ صفحہ ۲۷/۶) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کاتب وحی بھی مقرر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں آپ نے اپنی خداداد لیاقت، بہادری اور دور اندیشی کے خوب جوہر دکھائے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو بہت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ۴۰ھ میں شہادت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ برحق ہوئے۔ انہوں نے چھ ماہ مسند خلافت پہ رونق افروز رہنے کے بعد آپ کے ہاتھ پہ بیعت کر لی اور آپ کو مسلمانوں کا بلا شرکت غیرے امیر تسلیم کر لیا۔ اہل تشیع کی مشہور کتاب " رجال کشی " میں درج ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور یہ دونوں شہزادے تشریف لائے۔ انہوں نے بیعت کیلئے کہا تو انہوں نے بیعت کر لی۔ ان کے ساتھ قیس بن سعد نے بھی بیعت کی۔ (رجال کشی صفحہ ۱۰۲) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

" وائے برشما، نمیدانید کہ من چکار کردہ ام برائے شما، بخدا سوگند کہ آنچہ من کردہ بہتر است از برائے شیعیان من از آنچہ آفتاب برآں طالع میکرد، آیا نمیدانید کہ من امام واجب الاطاعۃ شما و یکے از بہترین جوانان بہشت بنص حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم " یعنی تم پہ افسوس کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے لئے کیا کیا، خدا کی قسم میں نے اپنے ساتھیوں کے لئے ہر اس چیز سے بہتر کام کیا ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، میں تمہارا واجب اطاعت امام ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جوانان جنت کا سردار بنایا ہے " (جلا العیون صفحہ ۴۰۳/۱)

حجر بن عدی اور عبیدہ بن عمرو نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مایوس ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مائل کرنے کی کوشش کی کہ اے ابو عبداللہ " شریتم الذل بالعز " " آپ نے عزت کے بدلے ذلت خریدی " اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے امیر معاویہؓ کے خلاف اعلان جنگ کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا! " انا قد بایعنا وعاھدنا ولا سبیل الی نقض بیعتنا " " ہم بیعت کر چکے ہیں، وعدہ کر چکے ہیں اب اس کو توڑنے کا کوئی راستہ نہیں "

(اخبار الطوال صفحہ ۲۲۰)

مقام غور ہے کہ اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت داغدار ہوتی تو یہ حق و صداقت کے عظیم علمبردار کبھی ان کی بیعت نہ کرتے اور چشم فلک عہد یزید میں رونما ہونے والا معرکہ کربلا عہد معاویہ میں دیکھتی۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا خاموش رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر برحق، سلطان عادل اور امام صالح تھے۔ آپ کے دور حکومت میں اسلام کو ترقی ہوئی۔ اصلاحات کا

دروازہ کھلا، امن و امان، خوشحالی اور صلح جوئی کی صورت نظر آئی۔ فتوحات کا سلسلہ دراز ہوا ہندوستان کی سرحد پر حملے ہوئے، ترکستان فتح ہوا، روم سے معرکہ آرائی ہوئی، فرزندان توحید نے ریگزار افریقہ کو روند کر بحر اوقیانوس میں اپنے گھوڑے دوڑائے، قسطنطنیہ پہ چڑھائی کی گئی، جزائر روڈس اور ارواڈ کو زیر کیا گیا۔ (فتوح البلدان از علامہ بلاذری)
اب آپ کے اخلاق حسنہ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

خوف خدا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کا خوف دامن گیر رہتا، قیامت کا ذکر سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔
"جو شخص دنیا کو چاہتا ہے تو ہم اس کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتے ہیں لیکن آخرت میں اس کا حصہ آگ کے سوا کچھ نہیں اور اس نے جو کچھ کیا سب برباد ہو جاتا ہے"
اس مقام پہ آپ خشیت الٰہی سے کانپنے لگتے اور روتے روتے آپ کی حالت غیر ہو جاتی موت کے وقت خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ فرماتے "کاش میں ایک گاؤں میں چپ چاپ زندگی گزارتا اور دنیا کے ان مسائل میں نہ پڑتا"

مساوات پسند

آپ کی محفل میں ادنیٰ و اعلیٰ کی کوئی تمیز نہیں ہوتی تھی۔ ہر ایک کی عزت و آبرو کا یکساں خیال رکھا جاتا تھا۔ آپ ہر شخص سے نہایت لطف و مہربانی کے ساتھ پیش آتے منکسر المزاج تھے۔

ایک مرتبہ عبداللہ بن عامر آپ کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔
"جو شخص یہ خواہش رکھتا ہو کہ جب وہ کوچہ و بازار سے گزرے تو لوگ اس کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جائیں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے"
(تاریخ اسلام صفحہ ۴۸۷)

فیاضی و دریا دلی

آپ اس قدر فیاض تھے کہ مخالف و موافق کو یکساں نوازتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جعفر طیار اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو قیمتی نذرانے ارسال کرتے۔ (الفخری صفحہ ۹۵) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ارسال کردہ ہدایا سے اپنا قرض اتارتے اور اپنے عزیز و اقارب کی پرورش کرتے تھے۔ (جلاء العیون صفحہ ۱/۳۷۶) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہر سال ایک لاکھ دینار ارسال کرتے یہ رقم ان ہدایا کے علاوہ ہوتی جو ہر قسم کی اشیاء میں سے پیش کیا کرتے تھے۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۷) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارسال کردہ تحائف و وظائف کو یہ مقدس لوگ از حد خوشی سے قبول فرماتے بلکہ بعض دفعہ انتظار ہوتا جیسا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار فرمایا:
"جائزہ ہائے معاویہ در روز اول ماہ بشما خواہد رسید چوں روز اول ماہ شد چنانچہ حضرت فرمودہ بود اموال معاویہ رسید" (جلاء العیون صفحہ ۱/۳۷۶) "ازواج امہات المومنین کی خدمت میں بھی قیمتی تحائف ارسال کرتے رہتے تھے"

اہل تحقیق جانتے ہیں کہ اہل بیت اطہار نے کبھی بھی آپ کے ارسال کردہ مال کو واپس نہیں کیا، اگر وہ ان کو امیر غاصب خیال کرتے تو یقیناً اس قسم کی رسم وراہ کو بند رکھتے۔

فہم وفراست

آپ بہت بیدار مغز تھے۔ علامہ فخری لکھتے ہیں کہ "معاویہ دنیا کے منجھے ہوئے فہیم وحلیم اور قوی بادشاہ تھے، سیاست وتدبر میں ممتاز درجہ رکھتے تھے" (الفخری صفحہ ۹۵) آپ نے اپنی خداداد فراست ولیاقت کی بناء پر بہت پیچیدہ مسائل حل کیے۔ آپ کی سیاسی زندگی کے بارے میں امام شعبی کا قول ہے۔

"معاویہ اصیل اونٹ کی طرح ہیں کہ اسے کچھ نہ کہا جائے تو وہ برابر چلتا رہتا ہے لیکن جب اس پر سختی کی جائے تو وہ ٹھہر جاتا ہے اور ایک قدم آگے نہیں بڑھتا" (تاریخ اسلام صفحہ ۴۸۸)

شجاعت وبسالت

آپ شجاع وجفاکش تھے۔ دور فاروقی میں اہل روم کے خلاف بہادری وپامردی کے انمٹ نقوش ثبت کیے۔ جنگ صیاریہ میں آپ کے لشکر نے اسی (۸۰) ہزار رومیوں کو تہ تیغ کیا، خوارج کے فتنوں کا بڑی ہمت واستقلال سے مقابلہ کیا آپ نے بڑی بڑی مشکلات کا دلیری، جرأت مندانہ اور بلند ہمتی سے سامنا کیا۔ شہر قیصریہ پر حملہ آپ کی جوانمردی کا ثبوت ہے۔

تحمل مزاجی

آپ حلیم الطبع تھے۔ خود فرماتے ہیں۔ "میں اپنی تلوار اس جگہ نہیں اٹھاتا جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے، میں اپنا کوڑا اس جگہ نہیں اٹھاتا جہاں میری زبان کام دیتی ہے، اگر میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ایک دھاگہ ہو تو وہ دھاگہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ جب لوگ دھاگہ کھینچیں گے تو میں اسے ڈھیلا چھوڑ دوں گا جب وہ ڈھیلا چھوڑ دیں گے تو میں کھینچ لوں گا" (تاریخ ملیت عہد معاویہ) فرماتے ہیں "مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ کسی کا جرم میرے حلم سے بڑھ نہ جائے"
(البدایہ صفحہ ۸/۱۳۵)

زہد وتقویٰ

اور عبادت وریاضت میں بھی خاص مقام رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپ اپنے گھر آرام فرماتے کہ کسی آدمی نے آپ کو جگایا۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ اور میرے گھر میں کیسے داخل ہوا؟ وہ بولا! "میں ابلیس ہوں اور آپ کو نماز کے لئے اٹھانے آیا ہوں" آپ نے حیران ہو کر پوچھا "تیرا کام نماز کیلئے اٹھانا نہیں بلکہ غفلت دلانا ہے" وہ بولا! "ایک بار میں نے آپ کو نماز کے وقت سلا دیا تھا، آپ کی نماز قضا ہو گئی تھی آپ اس کے غم میں اتنا روئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ سو نمازوں کا ثواب عطا فرمایا تھا۔ اب میں نے آپ کو اسلئے اٹھا دیا ہے کہ پھر کہیں آپ کی نماز نہ قضا ہو جائے کیونکہ آپ

پھر اس کے غم میں رو دیں گے اور آپ کو پانچ سو نمازوں کا ثواب مل جائے گا۔ اب اٹھیں اور ایک ہی نماز کا ثواب حاصل کریں۔" (مثنوی مولانا روم دفتر دوم) آپ بہت متواضع تھے۔ پیوند لگی قمیص میں دمشق کے بازار میں گھومتے پھرتے تھے۔ (البدایہ صفحہ ۸/۱۳۵) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ علی بن ابی حملہ سے سنا کہ میں نے حضرت امیر معاویہ کو پیوند لگے کپڑوں میں خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔" (کتاب الزہد صفحہ ۱۷۲) آپ لوگوں کو آزادی رائے کا مکمل حق دیتے تھے۔ ایک دفعہ آزمائش کے لئے کہا: "یہ مال ہمارا ہے، ہم جسے چاہیں اس سے منع کر دیں۔" ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا: "یہ مال ہم سب کا ہے جو اس میں رخنہ ڈالے گا ہم اس کے خلاف تلواریں اٹھائیں گے۔" آپ نے اس کو اپنے ساتھ بٹھایا اور فرمایا: "اس شخص نے مجھے زندگی عطا کی، اللہ اسے زندگی دے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ میرے بعد کچھ حکمران ایسے ہوں گے جن کی باتوں کو کوئی نہیں روکے گا وہ جہنم میں جائیں گے۔ اس نے اٹھ کر بتا دیا کہ میں ان حکمرانوں میں نہیں ہوں۔" (تطہیر الجنان صفحہ ۲۷)

علم و فضل

آپ عالم و فاضل و مجتہد تھے۔ تلاش علم میں اگر انہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی استفسار کرنا پڑتا تو کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے۔ آپ نے ایک سو تریسٹھ (۱۶۳) احادیث منورہ کی روایت فرمائی ہے۔ چار متفق علیہ ہیں۔ تمام محدثین کرام آپ کی روایت پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ اگر آپ کے کردار میں فرق ہوتا تو بخاری و مسلم جیسے اساتذۂ فن آپ کی روایت کو ہرگز قبول نہ کرتے۔ یہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے خوب کہا ہے۔

"صحیح بخاری کہ اصح کتب است بعد کتاب اللہ وشیعہ نیز بآں اعتراف دارند فقیر از احمد نیشی کہ از اکابر شیعہ بودہ است شنیدہ ام کی مہ گفت کتاب بخاری اصح کتب بعد کتاب اللہ آنجا روایت ہم از موافقان امیر است وہم از مخالفان امیر وبموافقت و مخالفت مرجوح و راجح نداشتہ اند چنانچہ از امیر روایت کند از معاویہ نیز روایت کند اگر شائبہ طعن در معاویہ ودر روایت معاویہ بودے ہرگز در کتاب روایت نہ کردے واورا درج نہ کرد۔"

"یعنی صحیح بخاری قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب ہے۔ یہ شیعہ مولوی احمد نیشی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس میں حضرت علی کے مخالفین کی روایتیں بھی موجود ہیں، امام بخاری نے حضرت علی کی موافقت یا مخالفت کی وجہ سے روایت کو مرجوح و راجح نہ فرمایا۔ وہ جیسے حضرت علیؓ سے روایت لیتے ہیں ویسے حضرت معاویہ سے روایت لیتے ہیں۔ اگر حضرت معاویہ میں تھوڑا سا شائبہ طعن بھی ہوتا تو وہ ان کی روایت کو درج نہ کرتے۔ (مکتوبات شریفہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی۔ اللھم علم معاویۃ الکتاب والحسا
"اے اللہ! معاویہ کو علم کتاب وحساب عطا فرما۔" اندازہ کیجئے جس کے علم وفضل کے لئے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دعا فرمائیں اس کے علم وفضل کا کیا عالم ہوگا۔ بخاری شریف میں ایک وتر پڑھنے کا عمل حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جب اس مسئلہ میں گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا:

سجدہ کی بارہ ۱۲ سنتیں

(۱) سجدہ کی تکبیر کہنا (۲) سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا (۳) پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا (۴) پھر ناک رکھنا (۵) پھر پیشانی رکھنا (۶) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا (۷) سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا (۸) پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا (۹) کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا (۱۰) سجدہ میں کم از کم تین بار سبحانَ ربی الاعلیٰ پڑھنا (۱۱) سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہنا (۱۲) سجدہ سے اٹھنے سے پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھوں کو، پھر گھٹنوں کو اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

"امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ٹھیک کہتے ہیں کہ وہ فقیہ ہیں" یاد رہے کہ دستر جمہور صحابہ کرام کے نزدیک تین ہی ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تحقیق واجتہاد پہ عمل فرمایا جو ان کے لئے جائز تھا کہ وہ مجتہد تھے۔ آپ کو عربی ادب پہ مکمل عبور حاصل تھا۔

احترام اہل بیت

آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابتداروں کا بہت خیال تھا۔ ایک بار عین جنگ میں حضرت عقیل بن ابی طالب آپ کے پاس پہونچے تو آپ نے ان کا بہت احترام فرمایا اور ایک لاکھ روپیہ نذرانہ دیا۔ (صواعق محرقہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آپ کی جنگ ہوئی مگر یہ جنگ بغض وعناد کی بنا پر نہیں تھی۔ اجتہاد کی بنا پر تھی۔ اس کی دلیل دیکھئے ایک بار آپ کے سامنے ایک شاعر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں قصیدہ پڑھا تو آپ ہر شعر پہ جھوم جھوم اٹھتے اور فرماتے واقعی حضرت علی اسی شان کے مالک ہیں۔ جب قصیدہ ختم ہوا تو آپ نے شاعر کو سات ہزار اشرفیاں عطا فرمائیں کسی نے پوچھا اے امیر! آپ حضرت علی کے معتقد بھی ہیں اور جنگ بھی کر رہے ہیں۔ فرمایا یہ جنگ مذہبی نہیں، یہ ملکی معاملات کی جنگ ہے۔ (الکتاب الناہیہ، بحوالہ امیر معاویہ از مفتی احمد یار خاں صفحہ ۱۸)

اسی طرح ایک بار آپ نے ضرار بن حمزہ سے کہا کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب سناؤ، انہوں نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومناقب سنائے فبکیٰ معاویۃ وقال حسبك یا ضرار کذالك کان واللہ علی رحمۃ اللہ ابا الحسن آپ رو پڑے اور فرمایا! "اے ضرار! بس کر، خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے" (حلیۃ الابرار صفحہ ۱/۳۴۸) مسند احمد میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں منقول ایک حدیث آپ سے مروی ہے کہ "حضور امام حسن کے ہونٹ اور زبان چومتے تھے"

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ دیگر صحابہ کرام کی طرح عشق رسولؐ سے لبریز تھے۔ آپ کے پاس آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ تبرکات محفوظ تھے۔ دنیا سے

رخصت ہوتے وقت فرمایا: مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کرتا عطا فرمایا تھا وہ اسی دن کے لئے محفوظ رکھا ہے۔ حضور کے ناخن اور موئے مبارک شیشے میں محفوظ ہیں۔ مجھے اس کرتے میں کفنانا، ناخن اور موئے مبارک کو آنکھوں اور منہ کے اندر رکھنا، شاید اسی کے طفیل و برکت سے اللہ میری مغفرت فرمادے۔ (استیعاب صفحہ ۲۶۲/۱) حضرت زہیر بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کی عطا فرمودہ چادر مبارک بہت ساری رقم کے عوض خرید لی کہ ان کے گھر تبرک کے طور پر رہے۔ یہی چادر مبارک خلفائے بنوامیہ کے پاس منتقل ہوتی رہی۔ جس کو وہ عید کے دن اوڑھتے تھے۔ (تاریخ اسلام صفحہ ۴۸۶)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب اشیاء مقدس باعث برکت اور ذریعہ رحمت ہوتی ہیں نیز ان کے وسیلہ جلیلہ سے دنیا و عقبیٰ کی منزلیں آسان ہوتی ہیں۔

عادات متفرقہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر صحابی حضور کی صحبت کی برکت سے اخلاق حسنہ کا عظیم پیکر تھا حضرت امیر معاویہ بھی اخلاق حسنہ اور اطوار صالحہ کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ رعایا پرور، غریب نواز تھے، بے سہارا لوگوں کی فریاد رسی کرتے، مظلوموں کا دکھ سنتے، ان کو اپنے ساتھ کھانے پہ بٹھا کر حوصلہ افزائی فرماتے، نماز و تلاوت کا خاص اہتمام کرتے، نفلی نمازوں کو پابندی سے ادا کرتے۔ شہداء کے بچوں اور بیواؤں کی نگہداشت کرتے۔ آپ چوبیس گھنٹوں میں صرف چند گھنٹے آرام کرتے

مسلمان

حضرت شفیق بلخی فرماتے ہیں۔

۱۔ دنیا سے محبت مت رکھو کیونکہ یہ مسلمانوں کا گھر نہیں۔

۲۔ شیطان کو دوست مت رکھو کیوں کہ یہ مسلمانوں کا رفیق نہیں ہے۔

۳۔ کسی کو تکلیف نہ دو کیونکہ یہ مسلمانوں کا پیشہ نہیں ہے۔

باقی وقت امور حکومت میں صرف کرتے (مروج الذہب صفحہ ۳/۲۹ ملخصاً) آپ نے رجب المرجب سنہ ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں وصال پایا اور دمشق میں مدفون ہوئے۔

فضائل و مناقب

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی رسول تھے۔ آپ کے بہت سے فضائل و مناقب عمومی و خصوصی طور پر قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ ذیل میں ان کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ۔

قرآن کی نظر میں

چونکہ آپ صحابی رسول ہیں اس لئے قرآن پاک میں صحابہ کرام کے جتنے فضائل و مناقب بیان ہوئے آپ ان میں شامل ہیں۔ قرآن پاک

نے صحابہ کرام کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا۔ فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور ان دونوں گروہوں کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیر (الحدید رکوع ۱۷) "یعنی تم میں سے جس نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ایسے لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ درجہ میں بلند ہیں۔ اور اللہ نے بھلائی کا وعدہ سب سے ہی کر لیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ ان سے خوب واقف ہے"۔

اہل سنت کی تحقیق کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے گویا آپ اعلیٰ پایہ کے صحابہ کرام میں شامل ہوئے اگر ان کو فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والوں میں بھی شامل کیا جائے تو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کا خوشنودی کے سزاوار ہیں۔ واللہ بما تعملون خبیر کے کلمات مقدسہ ثابت فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے سرزد ہونے والے تمام اعمال و احوال سے بخوبی واقف ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ تاریخ کا ایک ایسا موڑ ہوگا جہاں پہونچ کر صحابہ کرام ایک دوسرے کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ایک دوسرے کو قتل کریں گے لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے محبوب کے ساتھیوں کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ مجھے حیرت ہے ان لوگوں پر جو صحابہ کرام خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے اپنے ایمان سے دشمنی کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا تو وہ کون ہیں ان کے معاملات میں دخل اندازی کرنے والے، وہ کون ہیں ان کا محاسبہ کرنے والے، وہ کون ہیں انکی سیرت و کردار کو تنقید کا نشانہ بنانے والے، حالانکہ خدا جانتا ہے کہ ان کے دل بغض و کدورت سے صاف تھے۔ نیتیں درست تھیں، ارادے نیک تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو خطائیں سرزد ہوئیں وہ اجتہادی تھیں اور خلوص پر مبنی تھیں۔ ان کی اجتہادی بصیرت نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا اجتہادی فیصلہ یہی تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قصاص عثمان غنی کا معاملہ جلد از جلد نہ نپٹانے پہ راہ آویزش اختیار کی جائے۔ ادھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے مسائل تھے۔ اسلام دشمن عناصر نے ان مسائل میں مزید اضافہ کیا، لہٰذا ان کی تلواریں نکل آئیں، ہمارے اپنے بعض کرم فرما جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے لڑنے کی وجہ سے مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور ذو معنیٰ انداز میں ان کو نہ جانے کیا کیا کہہ جاتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیئے کہ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم نے بھی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کی تھی۔ ان کو وہ صحابی مانتے ہیں اور کلمات خیر سے یاد کرتے ہیں۔ آخر اس دوہرے معیار کا کیا علاج ہے؟ خدارا ان تمام بزرگان امت کے بارے میں اپنے ایمان و یقین کو پراگندہ ہونے سے بچایئے! اسی

میں حسن آخرت کی ضمانت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما" "اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں میں صلح کرا دو" (الحجرات)

اس آیت کریمہ میں واضح طور پہ موجود ہے کہ اہل ایمان کے دو گروہوں کے آپس میں لڑنے کا امکان ہے۔ اس لڑائی کی وجہ سے کوئی ایک خطا پر تو ہو سکتا ہے کفر پہ نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ دونوں کے لیے مومن کا لفظ ارشاد نہ فرماتا جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان قتال ہوا تو بہر حال یہ دونوں گروہ اہل حق کے تھے کسی ایک نے بھی دوسرے کی تکفیر نہیں کی۔ بعد میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے دونوں گروہوں کے درمیان صلح کرا دی جس کا اشارہ حدیث بخاری میں موجود تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین (مشکوٰۃ باب فضائل اہلبیت) "بے شک یہ میرا بیٹا (امام حسن) سردار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرادے گا"

حدیث صحیح سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ اہل اسلام میں سے تھا۔ نیز اس صلح سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہیں۔ اب ان نقادوں کو بھی چاہئے کہ ان لوگوں پہ تنقید کر کے اپنی زبانوں کو آلودہ نہ کریں جن کے خون سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو محفوظ رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اولئك مبرؤن مما یقولون لهم مغفرۃ ورزق کریم "یعنی یہ ان الزاموں سے پاک ہیں جو ان پر لوگ لگاتے ہیں، ان کیلئے مغفرت اور اچھا رزق تیار کیا گیا ہے"

یہ آیت مبارکہ شان صحابہ میں نازل ہوئی دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ان پر آنے والے ہر الزام کا جواب دے دیا ہے اور ان پر ہونے والے انعامات کو بیان کیا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سی آیات قدسیہ ہیں جن میں صحابہ کرامؓ کے لئے عام معافی کا اعلان ہے۔ بعض سے خطائیں بھی سرزد ہوئیں لیکن اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتا رہا۔ مثلاً غزوہ احد میں بعض لوگوں سے خطا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل علی المومنین "اور بیشک اللہ نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مومنوں پر بہت فضل کرنے والا ہے" (آل عمران)

گویا صحابہ کرامؓ کے بارے میں زبان طعن دراز نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ سب کے سب مقبول بارگاہ ہیں اور ان کے خلوص وللہیت کی وجہ سے ان کی خطائیں نیکیوں میں تبدیل ہو گئی ہیں۔ کما قال اللہ فاولئك یبدل اللہ سیاتهم حسنت وکان اللہ غفورا رحیما (الفرقان۔۷)

حدیث کی نظر میں

آیات قدسیہ کی طرح جتنی احادیث مبارکہ میں صحابہ کرام کی عظمت و رفعت بیان ہوئی ہے

ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر کے شریک ہیں جیساکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

○ ستارے آسمان کے لئے امان ہیں، جب وہ ختم ہو جائیں گے آسمان کو وہ پہونچے گا جس کا وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ گزرے گا جس کا وعدہ ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں جب وہ چلے گئے تو امت کو وہ پہونچیگا جس کا وعدہ ہے۔ (رواہ مسلم)

○ میرے صحابہ کو برا نہ کہو کہ تم میں کوئی اور پہاڑ جتنا سونا خیرات کرے تو ان کے ایک مد کو نہیں پہونچ سکتا نہ آدھے کو۔ (متفق علیہ)

○ میرے صحابہ کی عزت کرو کہ وہ تم میں بہترین ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں، پھر جو ان کے قریب ہیں۔ (رواہ الترمذی)

○ اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا (ایضاً)

○ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانہ نہ بناؤ، جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا، اس نے اللہ کو ایذا دی۔ جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے اللہ اس کو پکڑے (ایضاً)

○ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو کہو لعنۃ اللہ علی شرکم تمہارے شر پر اللہ کی لعنت۔ (ایضاً)

○ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا جو میرے بعد ہوگا تو مجھے وحی ہوئی۔ ان اصحابك عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضها اقوی من بعض ولکل نور بے شک آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے۔ (رواہ رزین بحوالہ مشکوۃ باب مناقب صحابہ)

یہ حدیث مبارک تمام اشکال کا بہترین حل ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ میرے بعد صحابہ کرام میں اختلاف رونما ہوگا۔ لہٰذا پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے عفو و رضا کی سند حاصل کرلی۔ مذکورہ صدر تمام احادیث مبارکہ جملہ صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی قدر و حرمت کی گواہی دے رہی ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے میں خیالات فاسدہ کا اظہار کسی طرح قابل معافی نہیں۔ آیئے اب ان احادیث قدسیہ کا ذکر کریں جو خصوصی طور پہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وارد ہیں۔

حدیث نمبر ۱: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! "اول جیش من امتی یغفرون مدینۃ قیصر مغفور لھم" "یعنی میری امت کا پہلا لشکر جو شہر قیصر پہ حملہ آور ہوگا اس کے لئے مغفرت ہے!" (بخاری کتاب الجہاد)

یاد رہے کہ شہر قیصر پہ پہلا حملہ دور عثمانی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت ہوا تھا۔ (تاریخ الکامل، تاریخ اسلام ندوی، تاریخ یعقوبی)

حدیث نمبر ۲: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا: "اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدبہ" اے اللہ! انہیں ہدایت دینے والا، ہدایت یافتہ بنا اور ان سے ہدایت دے۔" (ترمذی و مشکوۃ)

(نوٹ) یہاں ہدایت سے مراد کوئی خاص ہدایت
ہے حکومت، ملک رانی، فقہ وغیرہ کی ہدایت
(مرات المناجیح بحوالہ مرقات شرح مشکوٰۃ باب
الفضائل)

حدیث نمبر ۳ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا! "رأیت عمودا من نور خرج من تحت
راسی ساطعا حتی استقر بالشام" میں نے نور
کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا
نکلا حتیٰ کہ شام میں ٹھہر گیا۔" (دلائل النبوۃ للبیہقی
مشکوٰۃ باب ذکر یمن و شام)

(نوٹ) ظاہر ہوا کہ نورانی ستون سے خلافت
نبویہ وامارت مصطفویہ کی طرف اشارہ ہے مدینہ
منورہ میں خلافت قائم ہوئی پھر سلطنت بن کر
دمشق میں ٹھہری۔ (مرات المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)

حدیث نمبر ۴ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا: "الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام"
"خلافت مدینہ میں اور سلطنت شام میں ہوگی"
(دلائل النبوۃ للبیہقی، مشکوٰۃ)

(نوٹ) اس سے یہ معلوم ہوا کہ امیر معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اسلام کے سلطان برحق ہیں۔ نبی کریم
نے اس کی پیش گوئی فرمائی۔" (مرات المناجیح)

حدیث نمبر ۵ : حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے توراۃ سے روایت کی کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور بندے ہیں، نہ
سخت دل نہ سخت زبان، نہ بازاروں میں شور
کرنے والے، معاف فرمانے والے۔ "مولدہ بمکۃ
وھجرتہ بطیبۃ وملکہ بالشام" "انکی ولادت
مکہ، ہجرت مدینہ میں اور سلطنت شام میں ہوگی"
(مشکوٰۃ و دارمی باب الفضائل)

(نوٹ) شام میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
کی سلطنت ہوئی۔ آپ اسلام کے سلطان اول
ہیں، چونکہ یہ سلطنت حضور کے تصدق سے ملی اس
لئے توراۃ میں ان کی سلطنت کو حضور کی سلطنت
کہا گیا۔ دیکھئے کتنی عظیم سعادت ہے۔

حدیث نمبر ۶ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا! "دعوالی اصحابی واصھاری فمن سبھم
فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین"
"میرے صحابی اور سسرالی میرے لئے رہنے دو،
جس نے انہیں برا کہا اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام
انسانوں کی لعنت" (تاریخ بغداد صفحہ ۱/۲۰۹)

(نوٹ) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی
بھی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برادر
نسبتی بھی۔ لہٰذا ان کو برا کہنے والا اس حدیث کی
زد میں آتا ہے۔

حدیث نمبر ۷ : حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے
گھر تشریف فرما تھے کہ ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ انہوں نے کان میں
قلم رکھا ہوا تھا۔ حضور نے فرمایا: "اے معاویہ
کان پہ قلم کس لئے ہے؟" عرض کی اللہ اور اس کے
رسول کے لئے" فرمایا "جزاک اللہ عن نبیک
خیرا واللہ ما استکتبتک الا بوحی من اللہ"
"اللہ تیرے نبی کی طرف سے تجھے جزائے خیر دے۔
اللہ کی قسم میں نے تجھے لکھنا اس لئے سکھایا کہ تو
اللہ کی وحی لکھے، میں چھوٹا بڑا ہر کام اللہ کی وحی
سے کرتا ہوں، اگر اللہ تجھے خلافت کی قمیص پہنائے
تو تیرا کیا خیال ہے" ام حبیبہ حضور کے سامنے آبیٹھیں
اور عرض گزار ہوئیں۔ یا رسول اللہ کیا اللہ معاویہ کو
خلیفہ بنائے گا؟ فرمایا! ہاں! لیکن اس میں

مشکلات ہوں گی۔" عرض کی آپ اس کے حق میں دعا کیجئے۔ حضور نے دعا فرمائی" اللھم اھدہ بالھدیٰ وجنبہ الردی واغفرلہ فی الآخرۃ والاولیٰ" "اے اللہ معاویہ کو ہدایت دے بد خلقی سے محفوظ رکھ اور دنیا و آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔"
(البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۰/۸)

حدیث نمبر ۸ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی" اللھم علمہ الکتاب مکن لہ فی البلاد وقہ العذاب" اے اللہ! معاویہ کو کتاب علم عطا فرما، اسے شہروں پر قبضہ عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔" (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۲۱/۸)

حدیث نمبر ۹ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جید صحابہ کرام حاضر تھے حضور نے حضرت امیر معاویہ سے فرمایا: "کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟" عرض کی "ہاں" فرمایا "قریب ہے کہ تمہارے درمیان لڑائی ہو۔" عرض کی "پھر کیا ہوگا؟" فرمایا "اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔" حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی" رضینا بقضاء اللہ ورضوانہ" "ہم اللہ کی قضا و رضا پہ راضی ہیں۔" پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔" ولوشاء اللہ ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید" "اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔" (التصنیہ در منثور صفحہ ۱/۳۲۲)

(نوٹ) اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی لڑائی تکوینی امر کے تحت تھی، اس قسم کے تکوینی امور ذوات انبیاء سے متعلق بھی ظہور پذیر ہوئے مثلاً حضرت آدم نے گندم کا دانہ تناول فرمایا وغیرہ۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کا اختلاف بھی اسی نوعیت کا تھا لیکن کوئی بھی ایماندار ان بزرگوں پر الزام تراشی نہیں کرسکتا کیونکہ ان کے ان افعال سے ہزارہا حکمتوں کا ظہور مقصود ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰ : حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صاحب سری معاویۃ بن ابی سفیان فمن احبھم فقد نجا ومن ابغضھم فقد ھلک" معاویہ میرا ہمراز ہے پس جو میرے تمام صحابہ سے محبت کرے گا، نجات والا ہوگا، جو بغض رکھے گا ہلاک ہو جائے گا۔" (تطہیر الجنان صفحہ ۱۳)

حدیث نمبر ۱۱ : جبریل امین علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسول اللہ حضرت معاویہ کو وصیت کیجئے" فانہ امین علی کتاب اللہ ونعم الامین" "وہ اللہ کی کتاب کے امین ہیں اور کیا ہی اچھے امین ہیں۔" (ایضاً)

حدیث نمبر ۱۲ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی" اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب" "اے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب کا علم دے اور عذاب سے بچا۔"
(الاستیعاب صفحہ ۴۰۱/۳)

حدیث نمبر ۱۳ : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "پہلے نبوت ورحمت ہوگی پھر خلافت و رحمت ہوگی، پھر بادشاہت ورحمت ہوگی پھر امارت ورحمت ہوگی۔ لوگ پھر حکومت حاصل کرنے کے لئے گدھوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ایسے حالات میں تمہیں جہاد کرنا پڑے گا۔" (رواہ الطبرانی)

(نوٹ) معلوم ہوا کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے بعد جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بادشاہت وامارت کا دور شروع ہوا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رحمت سے خالی نہیں

تھا۔ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴: ام المومنین حضرت ام حبیبہ اپنے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اپنی گود میں لے کر بیٹھی تھیں اور انہیں چوم رہی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا: "کیا تو اس کے ساتھ محبت رکھتی ہے" عرض کی ہاں! "یہ میرا بھائی ہے" حضورؐ نے فرمایا: "فان اللہ و رسولہ یحبانہ" "بے شک اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں"۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۴) اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل و مناقب میں باتفاق حدیث ضعیف قابل قبول ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں جس خاندان میں شادی کروں یا جس کو اپنی بیٹی نکاح میں دوں وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔ (ایضاً)

(نوٹ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شادی حضرت ابوسفیان کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ کی سگی بہن ام حبیبہ سے ہوئی۔ لہٰذا ان تمام نے اسلام قبول کیا۔ اب ان کے جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

حدیث نمبر ۱۶: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "معاویہ بن ابی سفیان احلم امتی واجودھا" "معاویہ میری امت میں سب سے حلیم اور سخی ہے"۔ (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲)

حدیث نمبر ۱۷: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال لہ یزید" "سب سے پہلے میرے طریقے کو جو بدلے گا بنی امیہ کا شخص ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا"۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

حدیث نمبر ۱۸: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ ایک شخص رخنہ اندازی کرے گا جس کا نام یزید ہوگا"۔ (صواعق محرقہ و فردوس دیلمی)

(نوٹ) معلوم ہوا کہ سنت و شریعت کو تبدیل کرنے والا اولین فرد یزید ہے نہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لہٰذا ان کے دور حکومت کو خلاف سنت و انصاف کہنا زیادتی ہے۔ یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ کیا مذکورہ صدر احادیث مبارکہ کے بارے میں حضرت امیر معاویہ کو علم نہیں تھا۔ ان احادیث مبارکہ کے ہوتے ہوئے یزید کو "ولی عہد" نامزد کرنا چہ معنیٰ دارد؟ عرض ہے کہ یہ شبہ اس آدمی کے ذہن میں آسکتا ہے جو علم حدیث سے نابلد ہے اہل تحقیق جانتے ہیں کہ ہر صحابی کا ہر حدیث سے واقف ہونا امر لازم نہیں ورنہ صحابہ کرام حصول احادیث کے لئے دور دراز کا سفر اختیار نہ کرتے۔ یہ احادیث مبارکہ یقیناً آپ کی نظر سے پوشیدہ ہونگی جیسا کہ وراثت انبیاء والی حدیث حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تک نہیں پہونچی تھی ورنہ وہ باغ فدک کا مطالبہ نہ کرتیں جب کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو جانتے تھے۔ اسی طرح حضورؐ نے اپنے رب کو دیکھا۔ یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوشیدہ رہی۔ اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا جب کہ دیگر صحابہ کرام رویت الٰہی حضورؐ کے حق میں تسلیم کرتے تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ فرمانا "اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا" آخر کس بنا پر ہے۔ حدیث و فقہ سے آشنا لوگ اس قسم کی بہت سی مثالوں سے واقف ہوں گے بلکہ حضورؐ کے وصال پہ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ آیت پڑھی

خیانت کے بدلے خیانت نہ کرو

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تم سے خیانت کرے تم اس سے خیانت نہ کرو۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا شاید ہی کوئی خطبہ ایسا ہو جس میں آپ نے یہ نہ فرمایا ہو کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل تو صحابہ خصوصاً حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ محسوس ہوا کہ گویا یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے حالانکہ وہ سب اس آیت کو کئی بار پڑھ چکے تھے بس توجہ نہیں تھی۔ جب آیت کے حوالے سے ایسا ممکن ہے تو احادیث مبارکہ کے بارے میں بدرجہا اولیٰ ایسا ممکن ہے۔

اس صورت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیسے مورد الزام ٹھہریں گے، نہیں تو معترضین ثابت کریں کہ یہ احادیث مبارکہ ان تک پہونچیں مگر انہوں نے معاذاللہ ان کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ باقی ہمیں کوئی صحیح روایت ایسی نہیں ملتی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے فسق و فجور سے واقعی واقف ہوتے ہوئے بھی اس کو ولیعہد بنانے پہ مصر تھے۔ یزید کا فسق و فجور ان کے وصال کے بعد ظاہر ہوا جیسا کہ مفتی احمد یار خاں صاحب نے صراحت فرمائی ہے۔ (دیکھئے ان کی کتاب امیر معاویہ)

اس امر کی تائید نبراس شریف کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی "اے اللہ! اگر یزید ایسا ہے جیسا اس کے بارے میں میرا گمان ہے تو بہتر ورنہ اس کو جلد موت دے دے"۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ آپ اس کے فسق و فجور سے آگاہ نہیں تھے ورنہ اس کو کبھی نامزد نہ فرماتے۔

حدیث نمبر ۱۹: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ زمانہ اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک معاویہ بادشاہ نہ بنے گا"۔ (خصائص الکبریٰ صفحہ ۲/۱۱۷ عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ)

حدیث نمبر ۲۰: ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ مجھ سے کشتی کریں اگر میں ہار جاؤں تو آپ کی نبوت کو تسلیم کرلوں گا حضرت امیر معاویہ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں تجھے ہراتا ہوں اس جذبے پہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "لن یغلب معاویۃ ابداً" "معاویہ پر کوئی غالب نہیں آئے گا" حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں "اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو معاویہ سے کبھی قتال نہ کرتا"۔ (ایضاً)

حدیث نمبر ۲۱: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ نہ لیں ان دونوں کا دعویٰ اسلام ہوگا۔ دونوں اپنے عقیدے میں حق پر ہوں گے"۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

(نوٹ) اسی میں ہے کہ ان دونوں فریقوں سے مراد حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے فریق ہیں۔ دیکھئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں فریقوں کے عقائد و نظریات کی ہم آہنگی

کا ذکر فرما رہے ہیں۔ خود مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "اخواننا بغوا علینا" "ہمارے بھائیوں نے ہمارے ساتھ بغاوت کی" یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اس عمل بغاوت کی وجہ سے امیر معاویہ سے خطائے اجتہادی سرزد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ واللہ یغفر لمن یشاء لیکن از روئے حدیث یہ تو ثابت ہو گیا کہ ان کا دعویٰ اسلام سچا تھا یعنی عقیدہ حق پر تھا۔ لہٰذا ان کو سب و شتم کا نشانہ بنانا بہت غلط ہے۔

حدیث نمبر ۲۳: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضورؐ کے پیچھے سوار ہوئے حضورؐ نے فرمایا: "اے معاویہ! تمہارے جسم کا کونسا حصہ مجھے چھو رہا ہے" عرض کی "پیٹ اور سینہ" حضورؐ نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ اس کو علم سے بھرپور کر دے"

(تاریخ اسلام ذہبی صفحہ ۲/۳۱۹)

اکابر امت کی نظر میں

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل میں کسی کور باطن کو ہی شک ہو تو ہو، کسی انصاف پسند کو نہیں، آپ امور خلافت میں ذرہ بھر کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے، آپ نے حضرت خالد بن ولید، سعد بن ابی وقاص جیسے لوگوں کو بھی معزول کر دیا تھا مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تاحیات خوش رہے اور ان کے فہم و فراست اور امور جہانداری میں مہارت کو سراہتے رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو بحال رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت امیر معاویہ کی فوج کثیر اور حکمرانی بارعب ہے۔ آپ نے متعجب ہو کر فرمایا: "ھذا کسری العرب فی مخامدۃ الملک" یعنی یہ جلالت حکمرانی کی وجہ سے عرب کا کسریٰ ہے۔"

(تطہیر الجنان صفحہ ۲۴)

بقول رومیؒ۔

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسریٰ زیر پائے امتش

آپ نے ایک بار فرمایا: "معاویہ پر اعتراض نہ کرو، وہ ایسا قریشی نوجوان ہے جو غصے کے وقت بھی ہنستا ہے" (الاستیعاب صفحہ ۳/۳۸۹)

ہمسایوں کو ستانے کی سزا

ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلاں عورت کے بارے میں سنا ہے کہ وہ بہت نماز پڑھتی ہے اور روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے مگر ساتھ ہی اپنے ہمسایوں کو بہت ستاتی ہے۔ فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ایک اور عورت ہے جو روزے کم رکھتی ہے۔ نماز بھی کم پڑھتی ہے اور خیرات دیتی ہے تو وہ بھی سوکھے پنیر کے ذرا ذرا سے ریزے۔ مگر اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنت میں جائے گی۔

(عن ابو ہریرہؓ احمد و بیہقی)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ لڑنے والوں کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ "ہماری لڑائی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے یا ہم انہیں کافر کہتے تھے۔ بلکہ ہوا یہ کہ وہ خود کو حق پر سمجھتے تھے اور ہم نے اپنے آپ کو حق پر سمجھا۔"

(قرب الاسناد صفحہ ۴۵)

اسی طرح آپ نے ایک خط اکثر شہروں میں بھیجا کہ "ہمارا اور امیر معاویہ کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے، ہماری جانیں یکساں ہیں، بس خون عثمان میں اختلاف ہوگیا۔"

(نہج البلاغہ مترجم صفحہ ۴۶۷)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ "ہمارے اور ان کے مقتولین جنت میں جائیں گے۔"

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۵۷)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر کے اپنے ساتھیوں کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر کام کیا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امیر ہوں اور واجب الاطاعت ہوں۔" (احتجاج طبرسی صفحہ ۲/۹)

آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: "میں نے سوچا کہ معاویہ سے صلح کر لوں اور لڑائی ختم کر دوں، لہٰذا میں نے ان کی بیعت کر لی کہ خون بہانے سے خون کی حفاظت بہتر ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے ہی کیا ہے۔"

(کشف الغمہ صفحہ ۱/۵۷۱)

سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ "میں آپ سے جنگ نہیں چاہتا۔" حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما نے تا حیات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی قابل اعتراض بات نہ دیکھی اور نہ ان کو شرائط کے برعکس چلتے ہوئے پایا جو وقت صلح ان سے طے کی گئی تھیں۔ (الاخبار الطوال صفحہ ۲۲۵)

ایک اور خط میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ جو معاہدہ میرے برادر مکرم نے آپ سے کیا ہے میں اس کو ہرگز نہیں توڑوں گا اور جو باتیں آپ نے لکھیں وہ چغل خوروں اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے والوں نے کہیں اللہ کی قسم وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ (مقتل ابی مخنف صفحہ ۶)

(نوٹ) معلوم ہوا کہ حضرت امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تادم آخر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی رہے۔ کیا منکرین معاویہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و غیرت ان کے شہزادوں سے زیادہ ہے؟ جب وہ ان سے خوش تھے ان سے نذرانے قبول کرتے تھے۔ جہاں تک کہ ان کی بیعت بھی کی تو پھر ان کے دل بہلانے کو بھلا کون دیکھے گا، حیرت ہے جن کو سرداران جنت تو قبول کریں مگر ان سے محبت کا دعویٰ کرنے والے قبول نہ کریں یہ جرأت نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا جذبہ محبت کا یہی تقاضا ہے؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آپ کو فقیہ مانتے تھے جیسا کہ بخاری نے روایت کیا

نیز وہ فرماتے ہیں "میں نے حکومت کے معاملے میں معاویہ سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی نہیں دیکھا"

(تطہیر الجنان صفحہ ۲۴)

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت علی المرتضیٰ کے شاگرد خاص تھے۔ آپ نے ان کو خوارج کے ساتھ مناظرہ کے لئے بھی بھیجا تھا مگر ان سے ایک بار عرض کرنے لگے "اے امیر! معاویہ کو قصاص عثمان کے مطالبہ کا حق ہے کیونکہ وہ ان کے ولی ہیں" پھر یہ آیت پڑھی "ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل انہ کان منصورا" گویا حضرت علی المرتضیٰ کے روبرو حضرت امیر معاویہ کی حمایت کر رہے تھے" (ایضاً صفحہ ۱۱۱)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ کے بعد امیر معاویہ کو سرداری کے لائق سب سے زیادہ پایا ہے" کسی نے پوچھا "خلفائے راشدین سے بھی زیادہ" فرمایا "بے شک خلفائے راشدین امیر معاویہ سے افضل تھے مگر سرداری میں امیر معاویہ بڑھ کر تھے" (الاستیعاب صفحہ ۳۹۶/۳)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا"

(البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۳۳/۸)

قرأت کی سات سنتیں

(۱) تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا (۲) تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا (۳) چپکے سے آمین کہنا (۴) فجر اور ظہر میں طوال مفصل یعنی سورۂ حجرات سے بروج تک عصر و عشاء میں اوساط مفصل یعنی سورۂ بروج سے سورۂ لم یکن تک۔ اور مغرب میں قصار مفصل یعنی سورۂ اذا زلزلت سے سورۂ ناس تک کی سورتیں پڑھنا۔ (۵) فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا (۶) نہ زیادہ جلدی پڑھنا اور نہ زیادہ ٹھہر کر بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا (۷) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زہری سے فرمایا "اے زہری! جو شخص خلفائے راشدین کی محبت میں مرا، عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہوئے فوت ہوا اور امیر معاویہ کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہوئے دنیا سے گیا۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس سے حساب و کتاب نہ لے" (ایضاً صفحہ ۱۳۹/۸)

جب امانت ضائع ہونے لگے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیئے۔ کسی نے عرض کی اس کے ضائع کرنے کی صورت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب حکومت نالائق کے سپرد کی جائے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جو شخص عمر بن عبدالعزیز کو معاویہ سے افضل کہتا ہے' یاد رکھے کہ عمر بن عبدالعزیز، معاویہ کی ناک کی گرد کے برابر نہیں۔" (ایضاً)

نیز فرمایا: "میں اس شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمع اللہ لمن حمدہ کے جواب میں ربنا لک الحمد کہا۔" (ایضاً)

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاتھوں کسی کو مار کھاتے نہیں دیکھا، سوائے اس شخص کے جس نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا۔" (ایضاً)

آپ کا ایک خواب بھی مشہور ہے کہ آپ نے ایک خواب دیکھا کہ حضور کی بارگاہ میں حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ کو بلایا گیا اور دروازہ بند کر دیا گیا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی باہر آئے اور خوش ہو کر فرمایا کہ "خدا کی قسم میرے حق میں فیصلہ ہو گیا، پھر امیر معاویہ آئے تو فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے معاف فرما دیا گیا۔" (کتاب الروح صفحہ ۲۶)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "نتولاھم جمیعا ولا نذکر الصحابۃ الا بخیر" "ہم تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی سے ہی یاد کرتے ہیں۔" (فقہ اکبر صفحہ ۵۸) اس کی شرح میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اگرچہ بعض صحابہ سے وہ چیزیں صادر ہوئیں جو بظاہر درست معلوم نہیں ہوتیں لیکن وہ سب اجتہاد کے زمرے میں آتی ہیں۔" آرزوے فساد نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "جس نے حضور کے صحابی کو گالی دی چاہے خلفائے راشدین ہوں یا معاویہ و عمرو بن العاص اگر اس گالی میں ان پر کفر و گمراہی کا الزام لگایا گیا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اگر اس سے ہٹ کر ہو تو اسے سخت سزا دی جائے۔" (مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۵۱ حصہ چہارم بحوالہ کتاب الشفا)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اس خون سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا جو جمل و صفین میں بہا تو ہم اپنی زبانوں کو ان لوگوں پر

اعتراض کرکے ناپاک نہیں کرنا چاہیئے"۔
(مکتوبات امام ربانی مکتوب ۲۵۱)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ و معاویہ رضی اللہ عنہم سے جو قتال ہوا اس کے بارے میں خاموش رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے تمام باتوں کو دور کردے گا جیسا کہ اس کا وعدہ ہے کہ ہم اہل جنت کے سینوں سے کینہ نکال دیں گے۔ یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۵)

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اور رہی خلافت معاویہ تو وہ امام حسن کی دست برداری کے بعد درست ہوگئی"۔ (ایضاً) نیز فرماتے ہیں "تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کی جنگوں کے سلسلہ میں خاموش رہنا چاہیئے۔ انہیں برا کہنے سے بچنا چاہیئے۔ ان کے فضائل و مناقب ظاہر کرنے چاہئیں۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا چاہیئے"۔ (ایضاً صفحہ ۱۷۸)

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: "جاننا چاہیئے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی المرتضیٰ کی طرف تھا لیکن چونکہ یہ خطا خطائے اجتہادی کی طرح تھی اس لئے ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ جیسے شارح مواقف آمدی سے نقل کرتا ہے کہ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد سے ہوتے ہیں اور شیخ ابو شکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہل سنت وجماعت اس بات پر ہیں اسی کو شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں درج کیا ہے۔ امام غزالی اور قاضی ابوبکر نے تصریح کی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کے حق میں فسق و ضلال کا گمان جائز نہیں اور یہ جو بعض فقہاء کی عبارتوں میں جور کا لفظ امیر معاویہ کے حق میں واقع ہوا ہے تو اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کے زمانے میں وہ خلافت کے حقدار نہیں تھے۔ نہ کہ وہ جور مراد ہے جس کا انجام فسق و ضلالت ہے تاکہ اہلسنت کے اقوال کے مطابق ہو اور نیز استقامت والے لوگ ایسے الفاظ بولنے سے جن سے مقصود کے برخلاف وہم پیدا ہو پرہیز کرتے ہیں اور خطا سے زیادہ کہنا پسند نہیں کرتے اور کس طرح جائز ہو سکے کہ صحیح تحقیق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل جیسے کہ صواعق محرقہ میں ہے"۔

اے برادر! بہتر طریقہ یہ ہے کہ پیغمبر برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی لڑائی جھگڑوں سے متعلق خاموش رہیں اور ان کے ذکر اذکار سے منہ موڑیں۔ پیغمبر برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایاکم وما شجر بین اصحابی" "اصحاب کے درمیان جو لڑائی جھگڑے ہوں ان سے اپنے آپ کو بچاؤ"۔

پس چاہیئے کہ اہل سنت وجماعت کے معتقدات پر اپنے اعتقاد کا مدار رکھیں اور زید وعمرو کی باتوں کو نہ سنیں، جھوٹے قصوں پر کام کا مدار رکھنا اپنے

آپ کو ضائع کرنا ہے، فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے کہ نجات کی امید پیدا ہو۔ (مکتوب ۵۱ ۲ جلد اول)

ایک بصیرت افروز واقعہ

ایک سید صاحب نے بتایا کہ مجھے حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کرنے والوں سے اور بالخصوص امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت اعراض تھا ایک رات حضرت مجدد کے مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا کہ یہ عبارت پڑھی "امام مالک نے حضرت امیر معاویہ کو برا کہنے کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہنے کے برابر قرار دیا ہے" اس عبارت سے میں آزردہ ہو گیا اور میں نے مکتوبات کو زمین پر ڈال دیا اور سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ "حضرت مجدد بہت غصے کی حالت میں تشریف لائے اور میرے دونوں کان اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر فرمایا کہ اے طفل ناداں تو ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور ہمارے کلام کو زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو ہماری بات پر یقین نہیں رکھتا تو چل تجھے حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لے چلوں" آپ پھر مجھے ایک باغ میں لے گئے میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف فرما ہیں حضرت مجدد نے میری بات ان کو بتائی اور مجھے فرمایا کہ یہ بزرگ حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ ہیں، سنو وہ کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "خبردار، ہزار بار خبردار کبھی بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے اپنے دل میں بغض نہ رکھنا اور ان کے عیب اپنی زبان پر نہ لانا، کیونکہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی ہی جانتے ہیں کہ ہم لوگ کس بات کو حق سمجھ کر اعراض کر رہے تھے" پھر حضرت مجدد کی طرف اشارہ فرما کر کہا "ان کا انکار مت کرو" اس نصیحت کے باوجود میرا دل ان بزرگوں کی کدورت سے صاف نہیں ہوا تھا حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت مجدد سے فرمایا "اس شخص کا دل ابھی تک صاف نہیں ہوا اس کو تھپڑ لگائیں"! حضرت مجدد نے پوری قوت سے میری گدی پر تھپڑ مارا تو اسی وقت میرا دل اس کدورت سے صاف ہو گیا اور مجھے حضرت مجدد اور ان کے کلام سے محبت ہو گئی۔ (حضرات القدس صفحہ ۲/۱۸۵)

امام شعرانی قدس سرہ

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں "صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات ہوئے ان میں چپ رہنا چاہئے اور یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ سب اجر کے لائق تھے کہ تمام صحابہ عادل تھے اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے، خواہ ان میں کوئی فتنہ سے دوچار ہوا یا محفوظ رہا، جیسا کہ حضرت عثمان و حضرت معاویہ کا معاملہ ہے اور جنگ جمل کا حادثہ، یہ اس لئے ضروری ہے کہ ہم پہ صحابہ کرام کے بارے میں اچھا گمان رکھنا واجب ہے...... جس نے صحابہ پر طعن کیا اس نے اپنے دین پر طعن کیا" یہ دروازہ بند ہونا چاہئے خصوصاً حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن العاص کے بارے میں اور اس پر اترانا نہیں چاہئے۔ بعض رافضیوں نے جو اہل بیت کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ان کو اچھا نہیں کہتے یہ مسئلہ بہت دقیق ہے۔ ان کا فیصلہ حضور علیہ السلام ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ نزاع آپ کے صحابہ اور آپ کی اولاد کے درمیان تھا...... ان دونوں حضرات میں ہر کوئی مجتہد تھا اور اسے اجتہاد پہ ثواب ملے گا صحابہ کے اختلافات کی یہی حقیقی تصویر ہے" (الیواقیت

والجواہر صفحہ ۲/۷۷)

امام غزالی قدس سرہٗ

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ فرماتے ہیں "جو جھگڑا حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوا اس کی بنیاد اجتہاد پر تھی یہ نہیں کہ امیر معاویہ نے حصول امامت کے لئے جنگ کی تھی، حضرت علی المرتضیٰ کی رائے تھی کہ قصاص عثمان کے معاملہ کو ذرا مؤخر کر دیا جائے ورنہ خلافت کی ابتداء میں فساد برپا ہونے کا خطرہ تھا۔ ادھر امیر معاویہ کی رائے تھی کہ اگر معاملہ مؤخر کر دیا گیا تو لوگوں کو بزرگان دین کو شہید کرنے کی شہ مل جائے گی۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ ہر مجتہد اجر پر ہے" (احیاء علوم الدین ملخصاً)

علامہ نبہانی قدس سرہٗ

حضرت علامہ یوسف نبہانی قدس سرہ فرماتے ہیں "معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب اہل سنت میں حضرت امیر معاویہ ان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف خروج کیا اور وہ اپنے اس عمل میں مجتہد تھے، حضرت علی المرتضیٰ راہ صواب پر تھے اور دوسرے خطا پر۔ بہر حال دونوں کو اجر ضرور ملتا ہے گناہ نہیں، راہ صواب والے کو دس نیکیاں اور خطا والے کو اس کی نیت کے مطابق ایک نیکی"۔

حضرت امیر معاویہ صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے جن کا شمار مشکل ہے مثلاً انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اسلام کو فتوحات ملیں، جو علاقے دار الکفر تھے دار الاسلام بن گئے اس وجہ سے لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اب ان کی اولادیں قیامت تک مسلمان رہیں گے ان تمام نیکیوں کا ثواب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال نامے میں ضرور داخل ہوگا۔
(شواہد الحق صفحہ ۵۲۹)

حضرت بریلوی قدس سرہٗ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "ومن یکون یطعن فی معاویۃ رضی اللہ عنہ فذالک من کلاب الھاویۃ" "اور جو امیر معاویہ پر طعن کرتا ہے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے" (احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۵۵)

ان کے مولا کے ان پہ کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ

میرے استاد گرامی حضرت پروفیسر محمد حسین آسی صاحب فرماتے ہیں کہ "ایک بار میں نے حضور نقش لاثانی پیر سید علی حسین شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں مولانا محمد سعید نقشبندی کی کتاب مسلک امام بھائی پیش کی۔ آپ نے اس کتاب کا باب جو حضرت امیر معاویہ کے بارے میں تھا پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے پڑھا تو آپ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا "بزرگوں کا عقیدہ ہی درست ہے"۔

●●

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ